

فہرست مضامین

(۱) دارالامان کا ہفتہ
(۲) سچا بی بیٹا سچا بیٹا سچا بیٹا سچا بیٹا
(۳) افضل مروجہ کی آخری تحریر
(۴) اسماء الغفران میں سچ الزمان
(۵) محفوظ تہذیب الہیہ کی تقریر طبع الہیہ کی تقریر
(۶) مدد گناہ بدتر از گناہ
(۷) حضرت سچ کو جو روحانیہ السلام کا ایک خط سجادہ
اور شہادت میں چنانچہ فیصلہ زبیر علیہ السلام
(۸) ایک مناسب درخواست اور تحریر
(۹) انزبیت اور در حکم اللہ
(۱۰) مذہبی و ثنائی سچ کی نظر
(۱۱) ایک سجادہ نقیض کہ چنگول
(۱۲) اسماء الغفران سے دلچسپی
(۱۳) شرف بند وستان
(۱۴) سید زلمانی مدظلہ العالی اسلام آباد
(۱۵) تحقیقات سجادہ قرآن الہیہ
(۱۶) اشتیاقات

جبرئیل نمبر ۲۰۰

بِقَوْلِهِمْ يَغْيِرُ مَا بَيْنَهُمْ
أَنَ الدَّهْرِ أَيْ يَغْيِرُ مَا بَيْنَهُمْ
أَنَ الدَّهْرِ أَيْ يَغْيِرُ مَا بَيْنَهُمْ

Digitized by Khilafat Library

چو گوید با تو که آنی چهارده تا دیوان بنی
او دینی شهابی غرض از او که لایق بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراز احمدی

قیمت مشکلی سالک ۱۵ محرم سے ۱۷ فرس و معاونین سے عت ۲۰ سندھ سنان باہرنے
۲۰ فرس و تب و ان سے ۲۱ اپن جامع کے غیر شطیع دس بدھیک کم آمدی کے لگوئی جا

Digit

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي بناه
هذا كذا

نمبر (۱۱) دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۲۴ھ (۹) جلد

دارالامان کابنفہ

۱۔ الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت مجتہد اثنی عشری موجود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سمیت ہفتہ پر شاعت
میں بیت اجمعی ربی خانان رسالت اور
اہل دار خدا کے فضل و کرم سے بیت اجمعی
طرح میں
حضرت آقا سید نصر علیہ السلام کے کعبہ رستہ میں
اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب اسے چھوڑ
رہے ہیں ۲۔ جزو کے قریب چپ چکی ہے
۳۔ بزرگان آیت بھی خدا کے فضل سے چھوٹے
ہیں حضرت بکیر لاسات کی سمیت دو بہ قرل ہے
حق حضرت کی خلعت اور دل ہندوئی کیسا
عجب خوب ہے کہ حضرت اقدس الشرفا ہر روز
نور حکیم لاسات کیلئے دو اٹی چھار کے پیچھے ہیں
حکیم لاسات کا حسن و اتفاق بھی ہمارے لئے قابل
نمود ہے فرماتے تھے کہ حضرت اقدس نے
ایک پیالی روانی کیلئے بھیجی اور فرمایا کہ اسی
میں دوا کیا کرو۔ میں بہت ہی سید گنا اور
بڑے رکھتا تھا کہ اسی پیالی میں دوا کیا کرو
کہو کہ حضرت امام محمد علیہ السلام نے فرمایا تھا

۲۹۰۳۔ ارجی شہنشاہ کو اعلانِ نصرت کو جبکہ آپ دعا کر رہے تھے ابراہام ہوا۔
سلاما سلاما
۳۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد افضل صاحب
ایڈیٹر البیگموت اخبار کے لئے موت کا ہاتھ
نہیں ہوئی۔ بلکہ خوش قسمتی سے اخبار کیلئے جیک
مزم بھیجی تھی۔ مگر صادق صاحب صاحبین پیدا نہ ہوئے
مگر یہ تعلیم الاسلام کی خدمات میں جو نمایاں کامیابی
نصرتِ اقدس کی ملیہ سلام نے بھی اس صاحب کو
پسند فرمایا ہے۔ فی الحقیقت مفتی صاحب، بیاض مفتی
صاحب، ایڈیٹر البیگموت کیلئے اگر ملنا نہ ممکن نہ تھا
وہ حال ضرور تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ سر رشتہ
بہادر پوری جہت اور سعی اسکے قیام کیلئے دکھائیں
گے۔ خدا کرے کہ مفتی صاحب کی خدمات قوم کیلئے
میدانِ بابرکت ہوں آمین۔
بہت جلد امید کی جاتی ہے کہ خوابنے تمام اور
شان سے نکلے۔ اس کے ناظرین گھبراہٹ نہیں
ڈاکٹر پرغور دارقان میڈیا کے ساتھ
باب، انشاء اللہ العزیز، الحکم کی اگلی شامت
درج ہوگا۔
درستہ تعلیم الاسلام کی بڑی شہنشاہ سے

کسل مایچھا اور کشیز عبدالحق صاحب بی۔ سے
مطابق تمہارا حق صاحب کی جگہ بسکندہ ماسٹر پر
آئین کے شیخ صاحب کا انتخاب اس صورت کے
لئے بہت ہی موزوں اور پسندیدگی کی نظر سے
دیکھا جاتا ہے۔

الملاح

۱۔ یکم اپریل غنہ نام سے دو چھپیان جوان آزاد کے لفظ زمین باقی تین دن کا وزن بھلے
۲۔ ماشہ کے ۱۰ ماشہ کیا گیا ہے گویا چھپ
کسی نسبت ڈیوڑ ہے وزن کی جیسی بنا
سکا کرے گی۔
۳۔ یکم اپریل سے اگر کسی گھٹ ہر دو کارڈ
یا پکیٹ وغیرہ پر لکایا جاوے گا تو وہی
لکیر وغیرہ ڈال جاوے گی تو وہ ردی
ہو کر میرٹھ ہو جاوے گا۔ ۴۔ اس لئے
سب صاحب خط و کتابت میں اس امر
کی استقامت کریں۔

امیر علیشاہ رضا ماہم الملوک الہامی

سید صاحب کو بہت اہانت کا سلسلہ شروع
 ہوا۔ انہوں نے التماس کی کہ کچھ کرو مبالغہ
 حضرت محمدؐ کا خط لکھ کر جو تخریر میں دیکھ کر
 دماغ مشتعل ہوئے حضرت علیؑ نے خط لکھ کر زیادت
 کو مستطین بولی۔ غلیط الب کا غور رکھا۔ نو سجدین
 کر کے مال دینا انزل علیہ صایدۃ من السمک
 تلوں سمکھید ازل و لسان و اطوار و ابنہ منہ
 و در و قنادانت خیر الوافین پیر و جگر ہزار
 ہوا کہ جس کرنا ہوں انزل علیہ انور احبنا پیر
 حضرت صلیب کبریا علیہ السلام نے فرمایا اب زمانہ کی حالت
 ہی کا کہ یہ ہیں جو نہ کچھ نفس کے مستغفل کی ملامت
 رکھا اور قال بعد قال رسول پر دل سے پانہ دیکھا وہیں
 قال منزل کوٹے کو کچھ ایسا کہ رسولؐ پر فرمایا کہ اب
 حال سے مدعی کہ نہ مستغفل تو ان وقت ہر دے سے مصطفیٰ
 نے میں ایک سمت کے کمال ان نکل ہر دین و انجمن
 ب نہ کچھ جسے دے میں یہاں ہیں لیکن کہ کچھ
 دماغ مشتعل ہوئے حضرت محمدؐ فرمائی صاحب جریہ و طریہ
 کہ اب باغ میں ملامت ہوئی انہوں نے کہا کہ اگر

[illegible]

نہی دنیا پر سرسری نظر

ستیا رہنے پر کاش کی غلاط اسگری نائن
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

سوامی یا نندا شکستہ ہو کر
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

سرفراز بونشی اور صاحب دہر ہمارے کے چوہا
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

مدرس کے عیسائی
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

اپنے سفر جنوبی ہندوستان پر لکھتے ہوئے
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

بادجو داس کے کہ میں جہانگیر سے
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

جیسا یون کی کہی بہت ہے۔ اگر جاگہ بنیادیں
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

دن تو بالخصوص اس سے ذرا ہی سروکار نہیں
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

رسم واد کے ہاتھ میں۔ مجھے یہ کیفیت دیکھ کر سخت
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

تہذیب کے معاملات بہت کم نظر آتے ہیں۔ کم
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

ایک تجاوتشین کی پیشگوئی
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

عمر کی نماز کے پیشتر حضرت یحییٰ علیہ السلام
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

کرتے تھے صاحبزادہ سراج الحق صاحبزادہ سراج
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

خلیل الرحمن صاحب انہی س پیشگوئی میں
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش
 ۱۰ سو رنے آریہ جلیج ویک ستیا رہنے پر کاش

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

مختار باب الشين

[illegible][illegible]

کافانہ احمدی راحت سوچ عطاریات

سجائی کا اظہار

ایک نظر اور سوچ

۴
ہو گا خاندان میں قدم ہے۔ بہماؤ تیز رفتاری
اور کاغذ کثرت سے ہو گا۔ بلکہ خدمت کا
تعلق ہو گا اور مطر و تیل و غیرہ لانات مسائل
تیار رکھے جانے میں اور خوش حالگی سے کارخانہ
انجام دیتا ہے۔ تاہم بغیر غریبہ طبع کی
راحمہ محمد حمید اللہ سعد اللہ صاحبان علم و توفیق

[illegible]

پھر نایاب و محفوظ کا عرصہ دراز ہے ماری ہے
فصل بہت خوب کر نیے روانہ ہوگی
تاریخ پہلے کار کا زمانہ ہے ایجاد ہوا ہے بالکو
غیر ہونے روئے ہے نزلہ انگہوں دور سرور
آگے بہت پیشی مدد حاصل کیا بزم خیر
لشکر بہر کار زمانہ فرست فرما نسیم قنوج

ہوتی ہے بلکہ اس کے پوتوں میں وعاہ
اس کے دین غفلت پائی جاتی ہے یا کسی
پر اس میں نہ تائب کہ خدا کی دعا کو سن تو
پتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت
کا نام کے رو سے مناسب اور اصلاح دیکھتا
ہے وہاں ہی فرماتا ہے لیکن نادان انسان
خدا کی ان الطاف خفیہ کو شناخت نہیں
کرتا اور بیاہمت اپنے جہل اور بغیر کی کے
شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور یہاں
آیت کے مضمون کا نہیں سمجھتا جیسی ان
تکوہوا شیئا وھو خیر لکم وھو عسی
ان تکووا شیئا وھو شر لکم وھو اللہ یعلم
وانتم لا تعلمون یعنی یہ ممکن ہے کہ تم ایک
چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے
اچھی ہو اور خیر چیزوں کی اصل حقیقت کو جاننا
ہے اور تم نہیں جانتے اب ہماری اس تمام
تفسیر سے واضح ہے کہ یہاں پر صرف
ماہیان صداقت ہے جس میں حقیقی توحید کو
عبودیت اور غلو میں ترقی کرنے کا پتہ
مہد سامان موجود ہے جس کی تفسیر کسی اور کتاب
میں نہیں پائی جاتی اور اگر کسی کے زہم میں
پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو مد
تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نے پہلے
پہن لکھا ہے سن کر۔

اس جگہ بعض کو تہذیب اور نادان
دشمنوں نے ایک اعتراض بھی سمجھا کہ
بلاغت پر کیا ہے ان مترجمین میں سے ایک
صاحب نے پارسی محاورہ میں نام میں جس نے
اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض
مستند ذیل لکھا ہے وہ صحت صاحب
باواغاب مستحکم نام وکیل سرسری ہیں
جنہوں نے پارسی کے اعتراض کو لکھا
سمجھ کر اپنے دل خدا کے تقاضا کی وجہ سے
دی پوجا اعتراض اپنے رسالہ قداریہ
میں درج کر دیا ہے سو ہم اس اعتراض کو
مدح و اب اس کے لئے مناسب سمجھتے
ہیں تا مستغنیہ کہ معلوم ہو کہ غلط تصدیق
ہمارے مخالفین کو کس وجہ کی گورانی
اور نا جہانی تک پہنچا دیا ہے کہ جو نہایت
درجہ کی روشنی ہے اور وہ ان کو اپنی
دکھائی دیتی ہے اور حوالہ دیکھ کر خوشبو
ہے وہ اس کو جو تصور کرتے ہیں سو اب
جانتا چاہئے کہ جو اعتراض ہم صدور میں ہم
کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے
وہ یہ ہے کہ اگرچہ ہم جو ہم صدور میں ہم

سے باقیہ لفظ برہنہ مگر چہ ازمن ہوتا تو فیض
اور جہل پر ہی کوئی خدا کا نام نہ مانا جاتا
رحمت کے ہے کہ جہل اور غلام ہے اور وہ جہل
لفظ بہ نسبت زمان کے اس وقت کہیں آتا
ہے کہ جہل اور غلام ہے اور بلاغت کا کلام
کثرت سے کثرت کی طرف انتقال ہوتا ہے کہ کثرت
سے غفلت کی طرف بہ اعتراض ہے کہ ان دونوں
صاحبوں نے اپنی تفسیریں نہ کر کے اس کلام پر
کیا ہے میں کلام کی بلاغت کو عرب کے نام پر
زبان نہیں بڑے بڑے شاعر ہیں تھے
اور جو دقت بلاغت کے تسلیم کر کے میں بلکہ بڑے
بڑے صاحب کلام کی شان کو حقیر سے نہایت
درجہ تعجب میں ڈال گئے اور اکثر ان میں سے
کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو قبول
جانتے ہیں جانتے دے اور مذاق سخن سے
مداف اور با انصاف تھے وہ طرز قرآن کو کثرت
انسانی سے باہر دیکھ کر ایک کلمہ تعلیم میں کہ
ایمان سے اس کے جلی شہادتین باہم قرآن شریف
میں درج میں اور جو لوگ کثرت کو باہم تھے
اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سب جلی اور میرانی کی
حالت میں ان کو بھی پتا چلا کہ یہ کلمہ تعلیم سے چکا
مقابلہ نہیں ہو سکتا چنانچہ ان کا یہ بیان بھی لکھنا
مجید کے کئی مقام میں جو اسے اب اسی کلام
میں لکھا ہے اسے لوگ اعتراض کر رہے ہیں
میں سے ایک تو وہ نفس بہ جسکو دوسرے میں
عربی کی سمجھ اور بلوغ پر گئے تاکہ نہیں اور
اگر کسی نے زبان سے ات حقیقت کے کا اتفاق
ہو تو میرا تو نے چوستے اور بہر حال غلط فہم
کے کچھ جہل نہ تھے اور اگر کسی کو شک ہو تو انہوں
کر کے دیکھ لے اور دوسرے شخص سے جو علم
حق سے بلکہ بہرہ بلکہ فارسی ہی میں عرب میں
ماہان اور فارسیوں کی قیاسی مقدم انداز کو بھی نہیں
نہیں کہ پڑھ کر اس کے ہر جگہ اور پڑھ کر
جنگل میں صاحب اللہ بزرگان سے ڈر کر رہے
وہ خود قرآن شریف کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت
کے قابل ہیں اور میرا کو زیادہ تر اس بات
پر غور کرتی ہے کہ کتب کا کتاب جو خود
ایک اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اس کی
کال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سب مصلحت کے
شعور جیسے اتفاق کر کے ہیں تو کیا ایسا سوسہ
کلام کسی نادان یا بیوقوف ذمہ زبان دے کے
لکھا ہے کہ کیا بات میں سخن سے محض ہے نہیں
اور نقل معلوم عربی سے یا نقل ہے بہرہ بلکہ کسی
اولیٰ عربی آدمی کے مقابلہ پر جو اسے ماہر
ہے قابل اعتراض نہیں کہتا ہے بلکہ ایسے لوگ

جو اپنی بیہوشی سے بڑھ کر بات کرتے ہیں خود
اپنی نادانی دیکھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ
اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے
بڑے نامی شاعران کی گویا کے مخالف کوئی
نکتہ نہیں کرنا حقیقت میں اپنی بیہوشی اور غفلت
دیکھتے ہیں جہاں اللہ میں پارسی کی عربی دس
کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ میں ذرا ایک
آواز گھنٹہ تک ہم کو بگڑا تو دیکھا دے تا اول کی
لوگوں پر کہنے کا سیکھ سیکھ ہی سادی اور باجاء اور
اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کر لی آتی
ہے یا نہیں کیونکہ جو کہتے ہیں کہ اس کو ہرگز نہیں
آتی اور ہم پر یقین تمام جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی
عربی آدمی کو اس کے سامنے نہ لے کیلئے نہیں
کرین تو وہ عربوں کی طرح اور ان کے مذاق پر
ایک چوٹا سا نصیبی بیان دکر کے اور بیہوشی
کے کچھ میں پسند نہ آئے اور اگر شک ہے
تو اس کو قسم ہے کہ اگر دیکھ لے اور ہم خود
اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اگر پارسی محاورہ میں
صاحب ہم سے در علمت کرین تو ہم کوئی عربی
آدمی ہم پر کچھ کسی مفردہ تاریخ پر ایک جگہ
کرین گے جس میں چند لائق ہندوہنگ اور چند لائق
مسلمان ہیں جن کے اور محاورہ میں صاحب پر ہم
ہو گا کہ وہ بھی چند قیاسی بیانی اپنے ساتھ لے
آویں اور ہر سب ماہرین کے رو برو اول
محاورہ میں صاحب کوئی قصہ جو اس وقت ان کو
تلا یا جاوے عربی زبان میں بیان کرین اور ہر وہی
قصہ وہ عربی صاحب کو مقابلہ پر حاضر ہوں گے
اپنی زبان میں بیان فرادین پھر اگر مستغنیوں نے
یہ رائے دی کہ محاورہ میں صاحب سے بیک
شک عربوں کے مذاق پر حمہ اور لطیف تقریر
کی ہے تو ہم تسلیم کر دیتے کہ ان کا اہل زبان پر
کچھ نہیں کرنا کیجئے جیسے صاحب نہیں بلکہ اس وقت
پچاس روپے نقد بطور انعام ان کو دیئے جائیں گے
لیکن اگر اس وقت محاورہ میں صاحب جیسے تعلیم
اور بلیغ تقریر کے اپنے ذمہ دار اور لفظ بیان
کی جو بیہوشی لگے یا اپنی رسوائی اور نا لیاقتی
سے ڈر کر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہ اطلاع
ہمیں نہ دی کہ میں ایسے مقابلہ کیلئے حاضر ہوں
تو ہم ہرگز اس سے شکست اعلیٰ لکھا زمین
کسبیں اور کیا کہہ سکتے ہیں اور یہی یاد رکھنا
چاہئے کہ اگر محاورہ میں صاحب ٹوٹا ناں
ہمیں پارسی زبان کی کسی اہل زبان کا مقابلہ
نہیں کر سکتے ہر سب حالت میں وہ عربوں کے
سامنے بھی ہل نہیں سکتے اور فی الفور گھٹا
ہٹنے کیلئے علیہ میں تو میرا ان قیاسیوں اور

آرہوں کی ایسی سمجھ پر ہزار حیف اور ہزار
لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر ہزار
کر کے اس پیش کتاب کی بلاغت پر اعتراض
کرتے ہیں کہ سید العرب پر نازل ہو کر سب
تمام فصیحوں اور بلیغوں کے اپنی غفلت شان
کا افکار کر آیا اور اس کے نازل ہوئیے بعد
معلقہ مکہ کے دروازہ پر سے نازل کیا اور حلقہ
مذکورہ کے شاعران میں سے جو شاعر اس وقت
بقید حیات تھا وہ بلا وقت اس کتاب پر
ایمان لایا پھر دوسرا نسخہ اس پر کیا اس نادان
عیسائی کو اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ بلاغت
حقیقی اس امر میں محدود نہیں کہ لیل کو کثیر ہم
ہر جگہ اور ہر محل میں خواہ مخواہ مقدم کر کہا جائے
بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہ ہے کہ اسے کلام
کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا
جاوے مگر سید عربی زمان کو جسم پر مقدم
کر نہیں کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا
آئینہ بنایا گیا ہے چنانچہ اس ترتیب میں کمال
ذکر ابھی سورۃ فاتحہ آیت دوسری میں آج
اور اب ہم سورۃ حمد و صلی دوسری آیتوں کو
تفصیل سے لکھتے ہیں اور وہ ہے۔ الحمد للہ
تمام محاورہ اس ذات مہدود ہر سب صفت
کا ذکر ثابت میں جس کا نام اللہ ہے ہم پہلے ہی پتا
کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی اصلاح میں اہل
اس ذات کا ال کا نام ہے کہ جو مہدود ہر سب تقیم
جميع صفات کاملہ اور تمام رزائل سے منزہ اور
واحد شریک اور سید ربیع فوہی ہے کہ وہ
خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف میں
اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء و صفات
کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے
اسم کو نہ رہے نہیں دیا پس اللہ کے اسم کو جو
موصوفیت نامہ ان تمام صفات پر لایا ہے
جس کا وہ موصوف ہے اور جو کہ وہ جميع اسماء
اور صفات کا موصوف ہے اس سے اس کا
مفہوم یہ ہوا کہ وہ جميع صفات کا مل پر مشتمل ہے
میں غلام و سلب الحمد للہ کا یہ لکھا
کہ تمام اقسام اللہ کے کیا یا اعتباراً ہے کہ اور
کیا یا اعتباراً بلکہ کے اور کیا یا اعتباراً لکھا
کے اور کیا یا اعتباراً لکھا لکھا لکھا لکھا
مخصوص ہیں اور اس میں کوئی دوسرا شریک
نہیں اور ہر جہد محاورہ سمجھ اور کیا لکھا
کے بعض کسی ماضی کی سوچ سکتی ہے یا لکھ کر کسی
کا ذہن میں لاسکتا ہے وہ سب خوبان اہل
تعالیٰ میں موجود ہیں اور کوئی ایسی خوبی نہیں
کو عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے۔

حضرت حجتہ الشیخ تفریح الیوم کی تقریب پر

اگر مشیتِ شامت سے کہے
بست سے لوگ ہیں جو اوباشانہ اور عیاشانہ
ذمگی رکھتے ہیں اور وہ دنیا کا فخر و دنیا کی عزت
اور مالک و دولت پاس ہے میں اس قسم کی دنیا
اور شہادتوں اور ان کے چور کرنے کی تہذیبوں
اور تجویزوں میں ہی اپنی عمر کو بیٹھتے ہیں لیکن
آرزو کی انتہائیں ہوتی کہ پیغامِ موت آجائے
جب ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے قویٰ تو دینے
تھے انہیں قویٰ سے اگر کام چھتے تو حق کو پہچانتے
اللہ تعالیٰ نے تو پل نہیں کیا مگر انہوں نے
قویٰ سے کام نہ لیا۔ بالکل اپنی پستی سے نیک
محنت اور مبارک ہے وہ شخص جو ان قویٰ
سے کام لے بہت سے آدمی ایسے ہی ہیں کہ
جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے کرو
اور اللہ کے نام کی پابندی کرو اور نواہی سے
پرہیز کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کیا ولی
بتا ہے اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کفر
ہے یہ خدا تعالیٰ پر گمان ہے۔ خدا تعالیٰ کے
حضور کیا کسی ہے وہ کوئی سرکار کی حدود کو کرنا
نہیں میں جو ختم ہو جائیں۔ بلکہ جو کوئی خدا تعالیٰ
کے ساتھ ہے تعلقات پیدا کرے وہ ان
فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستہ
کو دینے گئے ہیں۔

ہر گمان کا راہِ شامت
خدا سے جو ان کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی
بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک شکل ہو سکتا ہے بلکہ
بہت ہی سہل ہے ان اس کے لئے ضرورت اس امر
کی ہے کہ راستی سے قدم رکھنے والا ہو اور اس کی
راہ میں صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ
چلنے والا ہو۔ کوئی وہ کہہ کر کوئی تکلیف اور محنت
اس کے قدم کو دھکا نہ دے سکے جب انسان خدا تعالیٰ
کے ساتھ سچا خلق پیدا کرتا ہے اور ان باتوں
سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی
کا موجب ہوتی ہیں بلکہ پاکیزگی اور طہارت اختیار
کرتا ہے اور گندی باتوں سے پرہیز کرتا ہے تو
خدا تعالیٰ ہی اس سے ایک خلق پیدا فرماتا ہے
اور اس کے قریب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی
خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور گندگی
سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالیٰ
ہی اس کی پروا نہیں کرتا جیسے فرمایا ہے۔

فلما اذا غوا اذا غ الله قلوبہ
ماری محنت کو جیسے کہ مشیت نہ ارہیے پر
مشیت نہیں بن میں نہیں یقیناً کہتا ہوں کہ
خدا تعالیٰ نے ہمارے مشکلات آسان کر دیے
چونکہ ہمارے ملک کی زمین اور زمین
ہمارے ان یہ حالت نہیں ہے کہ زمین جبکہ
بائیں یا آئیں یا بائیں یا پانی میں کھڑے ہیں
اور مٹی کشیاں کرین۔ یا آئندہ خشک کرین اور
ہم ان کے صومریں ہی سبج ہو جائیں ان صومریوں
کے اختیار کرنے سے وہ لوگ بنیال و خیش باغ
ہو جاتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
لہذا ہے و مشائیت ہی جان رہی ہے مگر ہمارے
ملک کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ اسلام نے بہت
ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ کثرت و درود ہے
جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے اھلنا
الصلط المستقیم اب اللہ تعالیٰ سے
جو یہ دعا سکھائی ہے تو اس طرح نہیں کہ دعا
تو سکھائی لیکن سالانہ کچھ نہیں۔ بلکہ جہاں
دعا سکھائی ہے وہاں سب کچھ موجود ہے چنانچہ
اچھی صورت میں اس قبولیت کا اشارہ ہے جہاں
فرمایا ذلک الکتاب کا ریب فیہ
ھدی للمتقین۔ یہ ایسی دعوت ہے کہ وہ
کامیابان پہلے سے ظاہر ہے۔

غرض یہ قوی ہو انسان کو دینے گئے ہیں اگر وہ
اسے کام لے تو یقیناً دل ہو سکتا ہے۔
میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت
کے لوگ آئے ہیں وہ اگر اور صدق اور وہ کہے
لوگ آئے ہیں کوئی شخص اگر آپ کو محروم ہو کر
کہا خدا تعالیٰ سے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جو
یہ بھی لیا گیا ہے کہ میں محمد بنی نے کا خدا تعالیٰ
پر تکریم ہے۔ اس کی کری کا ہر اگر اس نے وہ جو کچھ
ختم نہیں ہو سکتا اور کوئی تلاش کر نیوالا وہ جب
کر نیوالا محروم نہیں رہا ہے اس کے حسین جانتے
کر نیوالا کو آئندہ آئندہ کروما لکھو اور اس کے فضل کو
طلب کرو۔ ہر ایک نمازین و دعاگو اس کے قوی مقام
میں رکوع۔ قیام۔ قعدہ۔ سجدہ و غیرہ انھیں ہر دن
میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ غیر ظہر عصر
غروب۔ عشاء اور اس پر شکی کر کے۔ اشتراق اور
شمس کی نازین میں۔ یہ سب دعا ہی کیلئے موقع
ہیں۔ اصل غرض اور سفر نماز کا وہاں ہے اور
خدا تعالیٰ کے قائلان قدرت کے مواقع ہے۔
عام طور پر دیکھو کہ جب بچہ روندا ہوتا ہے اور
اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ان کے قدر سے قرار
ہو کر سکود وہ دیتی ہے اور بہت اور محبت
میں اس قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ

نہیں سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ
پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور شوم و خضوع
کیساتر گرتا ہے خدا اپنے حالات کو پیش کرتا ہے
اور اس سے وہی حاجات کو مانگتا ہے تو اس وقت
کا کرم جو حق میں آتا ہے اور اس پر رحم کیا جاتا ہے
خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا درود ہی ایک گریہ
کو جانتا ہے اس سے اس کے حضور و اس کے والی
انکسہ پیش کرتی جاتی ہے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے
جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور و اس کے
سے کچھ نہیں ہوتا اچھے لوگ اللہ تعالیٰ کی سستی اور
اس کے صفات قدرت و معرفت پر ایمان نہیں کرتے
ہیں اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ کسی دیکھو
جب کسی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آتا ہے اور
اس سے بھی قوی کے ساتھ رجوع کیا ہے ان
فقال نے اس پر فضل کیا ہے۔ و بالکل سچ
ہے جو کسی نے کہا ہے۔

ما شق کو شد کہ بار باریش نظر کرد
اسے خواہد و رویت و در نہ طیبست
خدا تعالیٰ تو جانتا ہے کہ تم اس کے حضور ایک
دل لیکر آ جاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اگر تم
مال اپنے آپ کو نہاؤ اور وہ بھی تیری کھانا
میں عجیب و غریب قدرت میں اور اس میں کچھ
خفا و رکات میں گراؤ گے و کچھ اور پائے گئے
محبت کی آنکھ پر بارو۔ اگر کسی محبت ہو تو خدا تعالیٰ
بہت رحامین مہربان ہے اور ان کے دین کرتا ہے
لیکن شرط یہ ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ
سے ہو۔ محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسانی عقل
ذمگی کو جلا کر سے ایک نیا اور صفی انسان بنا
دیتی ہے۔ پیر وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں
دیکھتا تھا وہ وہ سفا ہے جو پہلے نہیں سنا
تھا غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ ایمانہ فضل و کرم
کا انسان کیلئے ظاہر کیا ہے۔ اس کے حاصل
کر سنے اور ناپید و انہا سے کیلئے استفادہ
ہی حلاک ہیں اگر وہ استفادہ میں تو حلاک رہا
لیکن سامان نہ ہو تا جب ہی ایک فقر تھا اور
یا سامان تو ہو تا لیکن استفادہ میں نہ ہو تو
مگر نہیں یہ بات نہیں ہے استفادہ ہی دلی اور
سامان ہی سہا کیا جسطرح ہر ایک طرف روئی کا
سامان ہوا اور ہر طرف آنکھ زبان۔ دولت
اور سہ و دید یا اللہ جلا اور اس کا کام میں
لگا دیا۔ اور ان تمام کاموں کا دار خدا پر ہے
اگر اندر ہی کچھ نہ جانتے تو دل میں تو ان کمال
سے آئیگا۔ کیلئے کہاں سے ہے گا۔
اس طرح سب سے اول اسے یہ فضل کیا ہے
کی حضرت سلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام ایسا مل

دین دے کر سچا اور آکر خاتم النبیین
اور قرآن شریف عینی کامل اور خاتم النبیین
کتاب مظاہرانی اور اب قیامت تک کوئی
کتاب آجیگی اور نہ کوئی بنیادی شریعت دیکر
آئیگا۔ پیر جو قوی موقع اور فکر کے ہیں انہیں
اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم
نہا نہیں تو کس قدر سستی اور کالی و زنگلی
ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی
سورۃ میں ہمارے لئے کس قدر سہو و طریق
پر فضل کی راہ بنا دی ہے اس سورۃ میں
جس کا نام خاتم النبیین اور ام الکتاب ہے
صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی ذمگی کا
کیا مقصد ہے اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے
ایا اللہ تعالیٰ کو یا انسانی نظریات پر تکیہ
اور مشائرت ہے اور وہ ایسا اللہ تعالیٰ
کے بغیر و باہین ہو تا ہے لیکن ابالغیہ
کو ایسا اللہ تعالیٰ پر مقدم کر کے یہ بتاؤ
کہ پہلے ضروری ہے کہ جہان تک انسان کی
اپنی طاقت۔ محنت اور سہم میں ہو خدا تعالیٰ
کی رضا مندی کی۔ انہوں کے اختیار کرنے
میں سچی اور مہادہ کرے اور خدا تعالیٰ
کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے۔ اور
اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اس کی تکمیل و ترقی
خیر ہوئے کیلئے دعا کرے۔
انسانی ذمگی کا مقصد اور غرض صرف مستقیم
ہونا اور اس کی طلب ہے جس کو اس سورۃ میں
ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اھلنا
الصلط المستقیم صراط الذین
انقصت علیہم۔ یا اللہ کھو سیدی راہ
وہ ان لوگوں کی اور جہیز قرآن العام ہوا۔ یہ وہ
دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں
اچھی جاتی ہے استفادہ اس کا ہر آدمی اس کی
اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت ہر روز
کہ یہ قول سی اس میں ہے۔ اور صرف ہاتھ
لوٹے کیلئے ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصد
نہیں ہے بلکہ انسان کو انسان کا کل بنانے
کا ایک کارگر اور فلاں کر نیوالا مقصد ہے جسے
ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیے اور غور
کیلئے یہ نظر ہے اس آیت میں چار قسم کے
کلمات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر ان
چار قسم کے کلمات کو حاصل کر لیا تو کیا مانگا
اور خلق انسانی کے حق کو اور کرے گا اور ان
استفادہ اور قوی کے ہی کام میں لائے گا
میں اور ہر مانگا جو اس کو دینی میں رہے
اس بات کو کہ کسی سچائی نہیں جانتے کہ قرآن شری

کے بعض حصہ دو حصہ کی تفسیر و تفسیر میں
 ایک طبقہ ایک طریق بیان کیا جا کر
 اور دوسری طبقہ دوسری بیان کر دیا
 ہے گویا دوسری تفسیر ہے۔ یہاں تک
 ہو نہ فرما۔ صحراۃ الدین الفاضل
 علیہ السلام نے یہ طریق بیان کیا ہے کہ
 مقام پر تفسیر کی تفسیر کر دیا ہے
 من النیس والصدیقین والشہداء
 والصالحین علیہ السلام یہاں تک کہ
 میں۔ انما صدیق۔ شہداء اور صالح۔ انبیاء علیہم
 السلام میں یا دون شاہین میں ہوتی ہیں
 کہ نہ ہو اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض
 ہے کہ وہ ان کلمات کو حاصل کرے کیلئے یہاں
 ہر ایک کو ضرورت ہے کہ اس طریق پر جو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے
 دکھایا ہے کو پیش کرے۔

میں یہی نہیں جانتا یا جانتا ہوں کہ بہت سے
 لوگ من جو اپنے زمانے ہوئے وہایت اور
 ادا دے کر دے ان کلمات کو حاصل کرنا
 چاہتے ہیں لیکن میں نہیں جانتا ہوں کہ جو طریق
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا
 وہ کونسا اصول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے یہ اصول علیہ کی تائید کا ہر ایک کا ہونا
 ہر کلمہ ہے نیز بہت کچھ سارے کلمات ختم
 ہو گئے۔ اپنے تئیں راہ اختیار کیا ہے وہ بہت
 ہی صحیح اور فرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور
 ایسا کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کن نہ لگے
 معلوم ہو کہ میری رائے میں ہلاکت
 ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں لایا
 ہی نکال کر لیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع
 سے خدا تعالیٰ ہے اور آپ کے اتباع کو
 ہم ہر گز خواہ کوئی ساری عمر کریں اور نہ
 کہ ہر شخص اس کے ماننے میں نہیں آسکتا
 بنا چھ صدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اتباع کی ضرورت تیار ہے۔

بڑا دور و دور کوش و صدق و وفا
 لیکن سب سے بڑا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو چھوڑ
 میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے طریقے لوگوں
 نے ایجاد کر لئے ہیں ان سے سب سے نکلے ہیں
 اور جو لوگ یہ طریق ماننا شروع کرے اختیار کرے
 ہاتھ میں لیکن سب بغیر وہ بنیاد علیہ
 اسلام کی سنت نہیں کہ وہ اپنے سید سے
 نکلے رہیں انہی انبیاء کے ذکر کریں اور نہ

کے ذکر کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی
 نے اس حدیث سے اسوہ حسنہ فرمایا۔
 وکتب فی رسول اللہ امۃ حسنة
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر
 ایک ذریعہ ہے اور یہ راہ جو لوگ اختیار کرے
 عرض میں تفسیر و تفسیر میں کلمات میں اور
 صحراۃ الدین الفاضل علیہ السلام میں یہی
 طریق انہی نے اشارہ فرمایا ہے ان کو
 حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہر ایک
 جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا
 چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم
 کر نیے ہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت بن کر لے
 جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی
 اگر اس آخری ذرا دین ہے جماعت قرآن شریف
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور حکمت
 پر ہر گز شک نہیں ہے۔

ان کلمات میں سے جو تفسیر علیہ کو دینے ہوتے
 ہیں چنانچہ کال نبوت کا کمال ہے جو اس کی عظمت
 خاتم پر واقع ہے ہیں انہوں نے کہ وہ اللہ
 نہیں دے تھے لیکن اس کمال کی حقیقت بیان کریں
 یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر کوئی چیز اعلیٰ ہو
 اس کے بیان کرنے کے واسطے اس قدر الفاظ
 کم ہوتے ہیں اور نبوت تو ایسا مقام ہے
 کہ انسان کیلئے اس سے بڑھ کر اور کوئی درجہ
 اور مرتبہ نہیں ہے تو یہ یہ کہ بیان ہو سکے تفسیر
 اور انسانی طور پر ہر ہر ہر کہہ سکتے ہیں کہ انسان
 سب نفسی رنگ کو چھوڑ دیتا ہے اور بالکل پاک
 کی شکل کی طرح اس رنگ سے الگ ہو جاتا ہے
 اس وقت اس کلمات اور ہو جاتی ہے وہ بظاہر
 اسی زمین پر چلتا ہے تاکہ ناہیا ہے اس پر فائز
 قدرت کا وہی ای اثر ہوتا ہے جیسا دوسرے
 لوگوں پر لیکن باوجود اس کے ہی وہ اس دنیا
 سے الگ ہوتا ہے وہ قری کر کے کہتے اس
 مقام پر جا پونیتا ہے جو نقطہ نبوت کہلاتا
 ہے اور جہاں وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتا ہے۔

یہ مکالموں شروع ہوتا ہے کہ جب وہ نفس
 ہوا اس کے تعلقات سے الگ ہو جاتا ہے تو یہ
 اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ہوتا ہے اور اسی سے
 وہ مکالمہ کرتا ہے۔ انسان کی حالت ایسی قائم
 ہوتی ہے کہ یہ کسی تک اور بیکار نہیں رہتا ہے
 اور نفس کلام سے بھی کسی فارغ نہیں ہوتا
 نفس و شیطاں سے ہی اس کا مکالمہ شروع
 رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہ ہو۔
 بعض اوقات لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل
 خاموش رہتا ہے لیکن وہ حقیقت وہ خاموش

نہیں ہوتا اس کا سلسلہ کلام اپنے نفس سے
 شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت
 ہی لڑتا ہوتا ہے اور شیطانی رنگ میں آ
 خود لڑتا رہتا ہے اور یہ تفسیر سے اسے
 رہنا ہوتا ہے یہ سلسلہ کلام کسی قبائی
 فتنہ کے رنگ میں ہوتا ہے اور کبھی یہ ہوتا
 اور جوئی تناؤ ان کے رنگ میں اور اس
 سے وہ کسی فارغ نہیں رہتا جیسے کہ اس
 سلسلہ رنگ کو چھوڑ دے۔ یہی یاد رکھو
 کہ اس سلسلہ کے خطرات اور فتنات اس سلسلہ
 جو لڑتا ہوئے نہیں دیتا اور ایک معمولی ذریعہ
 کی طرح اگر دل سے محو ہو جاتے ہیں وہ مقام
 میں لیکن جب اس سلسلہ کو لڑتا رہتا ہے
 اور اس پر عزیمت کرتا ہے تو وہ گناہ میں۔ اور
 انکی جواب دی گئی ہے۔ (ایمانی آئندہ)

عذر گناہ بدتر از گناہ

آئینان ہزار ہزار بیاری گنہ ورا
 مرثوئے کردہ را بود زب و دھنکی

(نمبر دوم)

مولوی ثناء اللہ صاحب میرے مضامین کے
 جواب میں جو طریق اختیار کیا ہے اسکی جیسے ہر
 نوعیت میں بہت شاکر ایک مولوی بلکہ مولوی
 فاضل کلاسنہ والا انسان حق گوئی کہنے
 ضرورت برات کر لیا مگر میری امید اور قیاس کے
 خلاف نتیجہ نکلا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حق پوچھ
 کیلئے وہ کوشش کی ہے جسکی نظیر بہت کم ملے گی۔
 دیانت داری اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ
 میرے جوابی مضامین کو، اہمیت میں چھاپ
 دیتے اور میرے جواب کے فیصلہ کیلئے چھوڑ کر
 یا اگر جواب ہی دینا تھا تو کم از کم میرے مضامین
 کو درج تو کر دیا جاتا۔ اس قسم کی جاہلوں کا
 مذاہب مجھے طشت از باہم کرنا ہرگز مہربان نہیں
 اب اگر انصاف اور حیا کو اتارے تو کہ نہیں
 بیٹھے تو اصل مضامین کو درج کریں اور میرے
 ہی غریب اور نئے فیصلہ پر جو یہ میں کہ شامت
 الوجود کا مصداق کون ہوتا ہے۔
 ایک اور جاہل جو الفاظ صاف سے یک جہ کہ
 مجھے جواب جواب کہنے کے لئے اعتراضات
 سلسلہ شروع کر دیا ہے مگر وہ انشاء اللہ اللہ
 دیکھ لیں گے کہ آخر میں شک بنانا بڑا عجیب بات

سلسلہ ورا انی ان البہ فریبیوں اور یہاں تک
 کوشش از باہم کرنا ہوں۔
 پہلی البہ فریبی۔ ۲۰ جنوری ۱۳۲۰ء کے
 البہ فریب میں جو لیدر کرشن مشنری اور مشنری
 کے جواب میں لکھتا تھا۔ اس کا جواب دینے والی
 کے البہ فریب میں لکھا ہے لیکن اس کا جواب
 جو البہ فریب میں لکھا ہے البہ فریب میں لکھا ہے۔
 اس کا ایک چرچہ گراف ہی پورا اس کا جواب لکھا ہے
 نہیں درج کیا اور کسی امر کا کوئی جواب دیا
 اس کا ثبوت

۱۔ ۱۰ جنوری کے البہ فریب میں ہو سکتا ہے اس میں
 سے استدلال کر کے البہ فریب نام کی سند
 پوچھی تھی کہ قرآن کریم کی کتنی بات تھے شنبہ
 کیلئے اس کا جواب آج تک نہیں دیا ہے۔
 جنوری کے البہ فریب میں ہی کوئی آیت پیش کی
 اور اب ۱۱ مارچ کے البہ فریب میں نہیں دیا ہے۔
 ۲۔ البہ فریب کی جو ترکیب اور سب سے ۱۲
 جنوری کے البہ فریب میں بیان کئے تھے اس
 مطابق بیٹے لکھتا تھا کہ ان مسنون کے خلاف
 سے تم سے البہ فریب نہیں ملے گی میں۔ چنانچہ
 میرے لفظ میں میں نے جی کہتا ہوں کہ اگر
 البہ فریب سے وہی مراد ہے جو اپنے پیش
 کی ہے تو اس کے معنی اور سچے معنی میں
 ثابت ہے اس کے بعد بیٹے انہی چند سوال کئے
 تھے جو ان کے البہ فریب میں لکھا تھا ثابت کرنے
 تھے۔ ان کا کوئی جواب ۱۰ مارچ کے البہ فریب
 میں نہیں دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان
 مولوی ثناء اللہ صاحب نے البہ فریب میں جو تفسیر
 کر لیا ہے اور با خدا تعالیٰ نے انہیں ان امور کے
 تسلیم کرنے کی توفیق دی ہے۔

دوسری البہ فریبی۔ ۲۰ جنوری کے البہ فریب
 میں البہ فریب کے سب سے پہلے میں (پہلی البہ فریب)
 کے قول و فعل پر عمل کرنے واسطے لکھا لیکن اب
 ۱۰ مارچ کے البہ فریب میں اس کا خلاصہ دیا گیا ہے
 ۳۔ البہ فریب میں لکھا البہ فریب کے
 سب سے پہلے میں البہ فریب صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کلمات طبیبات پر بلا واسطہ کسی ذریعہ
 شخص کے عمل کرنا ہے۔

ان دونوں فقرہ میں جو فرق ہے اس کو
 ثناء اللہ صاحب کے اصل مذہب کا پتہ لگتا ہے۔
 اور اس فتویٰ کی تصدیق ہوتی ہے جو اس
 خارج از البہ فریب ۱۱ ہوتے ہوئے بر شائع کیا گیا
 کلمات طبیبات پر بلا واسطہ کسی ذریعہ
 شخص کے عمل کرنا ہے۔ مولوی ثناء
 صاحب ہرگز بڑا دھوکا نہیں کر سکتا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طریقت پر واسطوں
 تک پہنچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 احادیث سے بھی منکر ہے۔ کوئی ایسی حدیث
 اسے نہیں ملی جس میں کسی دوسرے شخص کا واسطہ
 ہو۔ یہ وہی فقرہ اسے اس میں کو چاہئے
 کیجئے کہ تہ ہے کہ یہ اعتقادی ہذا مہم جو نہیں
 سکتا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے یہ کہے کہ اس
 سے مراد عرفی تعلیم ہے تو یہی غلط ہے۔ محمد
 ابوہریرہؓ نام ہی مشہور راوی حدیث تو کون سے ہیں
 نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ
 صاحب بولہ روحانی منصفہ اور شہرہ دار لائٹ مولوی
 ابرہہ محمد حسین صاحب تہاوی اپنی اس تازہ
 تحریر میں جو اس نے اپنے روحانی فرزند ثناء اللہ
 کی تنبیہ کی ہے لکھی ہے وہ اہلسنت والجمہ
 پر انعام بخور کرتا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ
 صاحب سنت صحیحہ کو چھوڑتے ہیں۔ جس کا
 ارادہ ہے کہ ابوہریرہؓ میں ذکر تک نہیں۔
 اہلسنت ابوہریرہؓ کیلئے یہ ایک قابل قدر
 مقام ہے۔ کیونکہ یہاں صرف مولوی ثناء اللہ صاحب
 کلمات کو ہی لیا ہے اور وہی بلاد واسطہ فعل
 چھوڑ دیا ہے تو یا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اسوہ حسنہ کا ترک کیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ
 کہ اگر وہی کے حکم میں ہے انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا ایک فعل میں کیا تھا جو نیز زنی
 میں اس کے پیچھے کیلئے ترک فعل ہی کر دیا چلو
 چھٹی ہوئی۔

تمیسی کی ابا فریسی۔ حضرت کرشن ملکہ اللہ
 والہام کے متعلق یہ جو فریسی ہے اسے
 ابوہریرہؓ میں ان الفاظ میں مجھ سے سوال کیا گیا
 "آخر میں ہم اپنے دوست، حکم کے پیروی
 سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ
 ایمان داری سے اس کا جواب دیں گے۔ رہنمائی
 سے ہلا نا کو ملائی ہے جس وقت سب کو گھٹ میں
 کرشن ہی کا اقرار دیا ہے اور اس دعویٰ کو
 کیا ہے اس سے ایک سنت چلے تھا کہ کرشن
 کی نسبت کیا خیال تھا وہی جو بندوں کی
 کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ لوگوں کے گمراہ
 لکھ رہے تھے پر چڑھتا تھا اور ان کو برہنہ
 دیکھا کرتا تھا۔"

یعنی اس کا جو کہ جواب دیا ہے اسے
 اہل حق ناظرین کیلئے حکم اور فروری سے
 بیان نقل کر دیا ہے۔

میں تو مولوی فاضل ایڈیٹر کو نہایت
 دیا تہا داری اور رحمت باری سے اس کا جواب
 منشاء اللہ تعالیٰ ایسی رو کا کر گیا ہے جس سے بعض

مولوی فاضل صاحب ایمان داری اور رہنمائی
 سے قبول کر لیں گے؟

حضرت کو شوق ہی ملے اللہ کی ذات پاک پر جلو
 مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا وہ نہایت ہی گندہ
 اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیانی
 مومن کا کام نہیں ہے جسے قرآن مجید نے فاضل نے
 کیوں ایسی جرات کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اب دوسرے سوال کا جواب دیتا ہوں
 یعنی مولوی فاضل صاحب نے اور اگر خدا تعالیٰ ہے
 اور اگر خدا کے حضور جان پر جان تو تو سکون فرما
 اگر اسے اس اعتراض کو دیکھ لے گا اور اپنی عقل کا
 احراز کر لیا تو میں یہ کہہ لوں گا کہ اس میں ہرگز
 تبار و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں حضرت کرشن ملکہ اسلام کو اپنے سید رسول اللہ
 ہام ملکہ اسلام کی خدمت کے وقت ایک سنت چلے تو کہا
 ہوں چلے کر استیذانہ اعلیٰ کا سفر ہے۔ مگر میں
 میں کرتا تھا کہیں بھی ہے اس نا پاک قرآن کا حضرت
 کرشن کو مسند حق میں برابر کلا آپ حوالہ
 دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالیٰ کی قسم کہ اگر کتابوں کو حضرت
 کرشن کو راست باز اور مطہر بارگاہ الہی
 سہتا تھا اور حضرت اقدس کی تعلیم کے مولیٰ
 جو کتاب میں ملتی کا مادہ زیادہ ہے وہاں رہا
 اور کھٹا آپ کی تحریر و تفسیر ماسہ ہے جس میں اس
 ہر کا ثبوت تحریری و ثبوت ہوں۔ کیا کوئی سے چلے
 ہر شے کہ وہ سب کو گھٹ ہو میں ہوا کیا آپ کو شوق
 نہیں کہ وہ سب کو گھٹ کے ٹکڑے دو ماہ چلے تھا اور
 اس میں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تحریف کی
 تھی اور صاف لایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسی ناسی کر کیا
 کہ راجہ راجندر اور راجہ کرشن جی
 خدا تعالیٰ کے راستہ باز بندے تھے
 اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے مین
 اس شخص سے بیزار ہوں جو اسی نہ دنیا
 یا تو میں کرتا ہے۔ یہ فرما جس شخص کا یہ
 مذہب ہو کہ وہ راستہ باز نہ ہو وہ قرآن
 شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اس میں
 آیا ہے **وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ**
أَخْلَا فِيهَا نَذِيرٌ
 آج کے ایک شخص جیسے کے متعلق میری رائے

میں اس سے ہی جیت کر صدمہ چلے کی رائے آپ کو
 دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ سالہا سال سے جو ماسہ
 کو شائع ہوا اور اس کا پوری یکجہ سے قریب دریا
 چلے گئے آپ نے پڑھا ہو گا ایک مسوہ پر عمل
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اسلام
 سے یوں لکھا ہے

اور یہ تو جی ہے کہ راجہ راجندر اور راجہ
 کرشن در حقیقت پر ہمیشہ نہیں تھے مگر میں کیا
 شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ
 اور اوتار تھے خدا کی نورانی تجلی آپ
 اتنی تھی اس لئے وہ اوتار کہلائے۔

کیونکہ مولوی فاضل صاحب اب اپنی آستین کی
 ایمان داری اور انصاف آپ کے کیا حکم دیتا ہے۔
 اگر اسی کسر و قس میں ایک اور حوالہ دے آج ہوں
 قیام آپ کو سن لیا کہ تیرے دعوت نامہ میں ہے
 جو فروری سن ۱۸۸۷ء کو اعلیٰ حضرت کے شیعہ کی لکھی اسکے
 مندرجہ ہر راجہ رام چندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا
 اور وہ اس طریق کو قبول کے جو طریق راجہ
 راجندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا چنانچہ
 راستہ بازی کی وجہ سے لکھا جا رہا ہے

اب صفت مزاج ناظرین خدا ترس دل لیکر
 بتائیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض
 کا کوئی حصہ ہی قابل جواب الی ہو گیا ہے؟

یقیناً وہ کہیں گے کہ بزرگ نہیں۔ مگر معذور ناظرین
 سے جو کہتا تھا کہ کیا یہ ہے جسے مولوی فاضل صاحب
 ایمان داری اور رہنمائی سے قبول کر لیں گے؟

اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب نے وہی
 سر ملا دیا کہ میں نہ مالاں گا۔

اور اس کے جواب میں میں نے مولوی فاضل
 صاحب الزام دیتے ہیں

"میت غیب بندہ خدا ہے جو کے کچھ نہیں
 کہ کیا کرے میں غافل کی ہوا کو کہیں ہو
 جواب دینے کی کوشش کرنا بالکل درہم زوال
 کی ہی کا دوا ہے"

مولوی صاحب! کیا اب میں آپ کی کے الفاظ میں
 آپ سے کہوں

تہہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہئے کہ
 کیا کہہ رہے ہیں؟

و ان لم تشکک فی فاضل صاحب داشت
 آپ کی قیاد شرم کا فیصلہ میں آپ کے ناظرین پر
 چھوڑ دیتا ہوں آپ اپنا ہی اعتراض اور میرا جواب
 ابوہریرہؓ میں پورا جا رہا ہے ہر انکر میں ابوہریرہؓ
 شرم کر رہے ہیں کہ خود کو مل جا رہے گا۔

اس لا جواب جواب پر جواب جواب میں مولوی
 فاضل صاحب کہتے ہیں کہ

باری غرض میں تو ان ہی تھی کہ کو کچھ نہیں
 کرشن جی کی نسبت، اعتقاد بلا ہے وہ قابل
 کا بن ہی کے کہنے سے بد ہے ایک سنت
 چلے ہو ایک سال چلے ہو آخر ثبوت اسکی
 صلاحیت بلکہ ثبوت اللہ سات کا نہا ہے
 پاس ہونے کے کچھ نہیں کہ خود بد و لد کے
 شے سے نکلا ہے"

ناظرین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس جواب پر
 خوب نظر کریں اس تحریر نے اکی ساری حقیقت کہہ دی
 ہے علمی ہی اور علمی ہی اور میں خدا کے فضل سے
 دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری
 اس تحریر کا ہرگز ہرگز کالی جواب نہیں دے سکیں گے
 اور قرآن کریم کے الفاظ میں نہیں بھاگ کر ہوں
 وادعوا لشیء من ذلک
 اللہ ان کشفہ صا د قین
 یعنی اور فروری کے حکم ہی میں صاف الفاظ میں لکھا ہے
 میں حضرت کرشن ملکہ اسلام کو اپنے سید
 رسولی امام ہام ملکہ اسلام کی تعلیم کے
 موافق ایک سنت چلے تو کہا ہوں کہ
 سے راستہ باز خدا تعالیٰ کا مطہر اور برتر ہے
 یعنی کرنا تھا۔"

اس میں کوئی عیب ہے جلد نہیں، مجھے اور کل احمدیوں کو
 اس امر پر بخیر اور ناز ہے کہ تم قصص کے تحت
 ہرگز یہ نہیں سے کرشن ملکہ اسلام کی سہا کی خبر
 امام کے خدا جو ملی مگر مولوی ثناء اللہ صاحب ایمان داری
 اور خدا ترسی سے مجھے حضرت آدم جلیل القدر کو سہی۔

حضرت عیسیٰ، حضرت نوح، حضرت ابراہیم خرم
 انبیاء علیہم السلام جکا ذکر قرآن مجید سے کیا ہے کہ
 نبوت اور رسالت کا ثبوت قرآن شریف اور
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو
 چھوڑ کر بیان کریں جو ٹوٹا ہے وہ پیش
 کر لیں اسی بنا پر میں حضرت کرشن کی
 راستہ بازی اور اسطفا کا ثبوت دوں گا!
 کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے شخص اس بنا پر ہی اٹھو
 راستہ بازی نہیں کیا کہ قرآن کریم نے اہل توحید
 کی ہر دو خالق پر ثبوت کیا ہے میں ذرا پیش کر کریں
 اگر کوئی خارجی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے
 اور یقیناً نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب ان
 انبیاء علیہم السلام کو جو دے بھی منکر ہو کر
 اسے نادان مولوی کہا اس واقعیت پر تو قرآن نے
 کی تفسیر کی ہے کہ میں اور جو ماورائے میت کے
 کہتے تو شامیں ہا نا کہ راستہ باز خدا تعالیٰ
 کیا کرتے ہیں یہ کام ان کی ہوتا ہے + (ابن کثیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط جو عبادۃ اور شقاوۃ میں سچا فیصلہ کرنے والا ہے

قبل اس کے کہ میں اس خط کو نقل کروں بہت باتیں بطور تہیہ کے کہنی ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن یہ کہ ہمیں کفر اور بدعتیں کہیں سے واقف دل امتزاج کر کے یہاں تک کہ اس خط کو نہ لکھیں نہ پڑھیں۔ بلکہ اس کا انکار کرتے رہیں۔ مگر یہ خط ہمیں نہیں۔ مجھے ہر امر میں قرآن شریف کے اسوہ کی پیروی کرنا بہت زیادہ معلوم ہو چکا ہے۔ خدا کی حکیم کتاب سے بعض واقعات اور امور کے اسنے انداز کیا ہے جن کے رجوع اور قیام سے مومنین کے لیے عجیب فوائد حاصل کی بنا پر یہی ہیں۔ اگرچہ عقائد ناشائستہ پرست ہوتے رہتے ان ہی پر شکست باتوں کو ہر طرف سے ہٹا دیا۔ اس طرح ضروری ہے کہ ہمارے دل اس کی ہر بات اور ہر حکمت بات اور واقعہ کو مکتوب کی طرح لے اور محفوظ رکھا جائے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے نبیوں اور رسولوں نے کسی نکتہ میں جنوں اور ان کی یادہ گوئیوں کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے نہ صحت عامہ کی طرف اشارہ کیا ہے نہ کسی چیز پر مبالغہ فرمایا ہے نہ کسی چیز پر بے پرواہی اور غفلت کو اس پر چلا یا جس طرح ہمارا۔ نکتہ چہرہ زبانی سے بڑی بڑی باتیں لکھا ہیں اور ہر طرف سے غفلت سے مدد سے زیادہ ریزہ کاریاں لکھیں مگر آخر کار یہاں تک کہ گنہگار اور فاسق گنہگار بنیں۔ ایوں جملہ کوڑا بوز سے خاک بوز چاٹ کر اپنی سرزد ورائی کا عذر بنایا اور غفلت سے ایک رگڑ کر ہی کو حق تسلیم کیا جس پر سرکشی اور شتابکاری سے موت لکھا اور نہ ہر اگلا تھا۔ اللہ اکبر کہہ کر ہی بھی اور ہر شکست بات ہمارے سامنے ہے۔ ماں۔ والفقہ و ماں کی طرہوں۔ ماں۔ اکبر بنیما کر یکت زبجک مؤنہ ہ خط میں ہر فقرہ پر پڑھنے میں سے کا ہر ایک اور ہر شے کے اعتبار سے کجرا ہے جو اس نے حضرت حجۃ اللہ بحالہ علیہ السلام کے

مصادف پر کیا۔ اس سے سادگی اور نیک نیتی سے چند دوسروں کی زبان بیکر ایسی جرات کی ہم جانتے ہیں اور بصیرت اور تقریر سے یقین رہتے ہیں کہ سادگی اور سادہ واقفیت کبھی ایسے ہو۔ کا انتخاب کرتی ہے اور دل مخافتانہ رنگ اور اعتبار سے ہر طرف کی طرف سفید اور پاک ہوتا ہے۔ ان میں شک نہیں کہ ایسے دوسروں کی جہت ناواقفیت خدا کے کلام اور کام سے ہوتی ہے۔ ہر معرفت اور لہذا نیایمان خدا تعالیٰ کے نام کے ساتھ ایک قدر سہ تائب کے سامنے رساوس اور امام کی تائیدی کسی ہر چیز میں قرآن کریم کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ہمیں ایسے لوگ تھے جو کسی پرچہ کو یا نص کے نہ سمجھنے کے سبب کسی وقت گھبراہٹ اور شتابانہ فکری زبان امتزاج کر لے رہے تھے۔ مگر ان کی نیک نیتی اور پاکیزہ فطرتی شجاعت بیکر انہیں غنا و عباد اور خدا رسول سند و تائیدی مگر ہم اس امر کو بیش فخر اور ناز سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایسی سمیت اور صحبت کا شرف حاصل کرنے والے صدیقوں سے ایسی حرکت کبھی ہوگی میں نہیں آتی۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب سے خدا معلوم ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی پسندیدہ کام کے خلیفہ اور مامور کی کسی بات اور فعل پر اعتراض کیا جس سے اس نے ہی فطرت سلیم سے روک دیتی اور اس میں اس کی کتابائش رکھتی ہو اس پر چکنہ امر کے اظہار کے لیے ہمارے نبی کریم کو (صلی اللہ علیہ وسلم) زمین فرمایا ہے۔ حقیقت بات یہی ہوتی ہے۔ ایک شخص اگر حق پرستی ناچیز اور فانی اماخوں یعنی چاندی سوکے اور تانبے کے چندوں کا سچا اصل اور امین نہیں تو کیونکر فطرت سلیم اور عقل مستقیم اجازت دے سکتی کہ ایمان۔ دل اور جان کی شرفیت امانتیں اس کے سپرد کی جائیں اور اپنی حکم جو بات اور شہوت پر اس کی زندگی کو مقدم رکھا جائے۔ خلیفہ اس کے لیے خدا کی ایک ک۔ ہمارے ہر زندہ۔ وہی میں کا سچا نقشہ اس نیت سے لکھا گیا کہ ان صلوٰتی و نسکی و محبتی و عبادتی اللہ رب العالمین۔ بیان ہو کیا کہو گے جس کا بیسارنا عبادت و غیرہ سب خدا کے لیے ہوگا۔ وہ تو اپنے آپ سے مرگیا اور خدا میں اور اس کے ساتھ زندہ ہو گیا۔ آپ کی اپنی کوئی خواہش ہے اسے اپنا کوئی مسالہ اختیار ہے۔ یہ مقام بڑا اعلیٰ اور عظیم بڑا عظیم نشان ہے جس کا ہر خدا کے فضل پر

موقوف ہو۔ اس مقام شریف کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ آیت فلا وربت لا یؤمنون حتی یتحکمون فیما بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ اس حید اور مبارک قوم نے اس امر کی پیروی کی کہ ان کی قوت معرفت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے میں اور توں پر قربان ہوں۔ اس مبارک اور برگزیدہ وجود پر بھی جو ایسا خدا میں گھس گیا کہ اس کا اپنا کچھ نہ رہا یہاں تک کہ خدا بھی گواہی دے کہ اس کا یہ سارا میرا اور میرے لیے ہے۔ تم اس کے پیچھے ہو جاؤ میں تم سے پیار کروں گا اور اگر تم بھی حضور نے پوری بصیرت اور کامل بصیرت سے اسے ایسا سمجھا اور موت تک اس ایمان پر قائم رہے۔ خدا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے نفس کے لیے یہی عیسے کی عادت قرآن شریف میں جو اصمیں اس آیت سے (وہذا عطاؤنا فاصبنا من انہما صلیبا) بعد حساب ایک عترت بنا دیا۔ انھوں نے سمجھا اور غیب سمجھا۔ جزا ہم اللہ عطا و عن الاسلام حنا۔ کیسی عادت بات اور عجیب بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اس کے من مہم ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر معرفت سلیمان کی طرح پکارا ہے۔ بڑھ کر بادشاہ ہوتے والے تھے زمانہ کے کہ جو کچھ چاہتے تھے اسے بھاری عطا ہے۔ انھیں مخلوق کا رخن نہیں کہ کوئی کچھ اعتراض کرے کا حق رکھ سکے تو خواہ وہ لوگوں کو کشمکش سے اپنے پاس رکھے اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ اللہ کہہ کسی فطرۃ صحیحہ کی مطابقت سے حضرت مسیح موعود نے بھی ہے اختیار جواب میں یہی رنگ اختیار کیا ہے۔ ایسی ہی تعلیم کا اثر اور سحر و اثر تھا کہ کبھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی زندگی ہی بات پر ایک وادی بکریوں کی عطا کردی تو کوئی بھی اعتراض نہ ہوا کہ بے محل اس نیت سے اس لیے کہ وہ آپ کو خدا سے حکیم کا حکم تسلیم کرتے تھے۔ میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ اس ایمان کی جڑ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھایا کوئی نظیر کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ بنی اسرائیل میں پہلے کہ توڑیت ان کے شکوے میں پڑے تھے

ایک آبلہ بانی سے یا ایک سڑا ہوا پھولا ہوا ہر دو طرف سے۔ وہ باہر سے نی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو کہہ دینا اور شرارتوں سے انذار دیتا۔ انیسویں میں اس لیے کہ ان کی قوت معرفت اور محبت ان کے آخری فعل سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو انھوں نے اپنے آئند کے تھے اس نازک گھڑی میں دکھائی جبکہ ان کی آنکھیں بھی غور رو رہی ہیں۔ آج اس مادہ پرست دنیا میں جس میں ایک ایک فرد اپنے فخر و عزت کی جڑیں بڑھاتے سے باتوں اور ہر چارہ جہولت سے ایسا ایمان کی کیفیت کا سمجھنا آسان بات نہیں کہ ایک شخص کی مہرات اور فعل کو خدا کی بات اور فعل مانا جائے اور خواہ اس کا کوئی قول یا فعل میں آئے یا نہ آئے ہے واجب العمل سمجھا جائے۔ مگر فلاح اس کا ہے اور قوم اس میں غفلت مانتی ہے۔ اسلام نے اسی اصل حکم پر ایک قوم بنا کر دکھائی ہے آج کے سرکش اور مہیاک لوگ جن کا جبرنا تمام آزاد اور ہمنفس ہے ان کی جاہلیت کے زمانہ سے بڑھ کر مہیاک نہیں۔ یہ ہندوستان کی تاریک اور پامال مٹی کے فرزند خدا ہجیرا اور بے نذران میں حوصلہ ہی کیا اور ان چہریوں کا شہور باہی کیا وہ محض ہر کے آزاد و فرزند۔ بات کی ہی پرکٹ مزیں ابلیس کی طرح کسی کے آگے کبھی ستر نہیں ہونے والے کیسے ایک شخص کے آگے سر سجود ہو اور اس سے وہ کچھ پاپا جو نہ مومنانوں نے حضرت موسیٰ کی پیروی سے پایا اور نہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی پیروی سے مبارک وہ جنہیں ایمان اور عرفان عطا ہو۔

وہ خط یہ ہے

مجی انوریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں ایک مدت سے بیمار یوں میں رہا اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے میں جانتا تھا کہ اپنے ماتم سے جواب لکھوں مگر یہاں بیماری کے کد نہ سکا۔ آپ کے پہلے خط کا حاصل صحت و عافیت ہے یہ ہے کہ میری نسبت آپ نے جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ آپ کے خرمیں بہت سراسر آفت ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور روپیہ

(محرر)

